ریاست مدینہ کے نظام حکومت کا منہج اور پاکستان میں انطباق کی راہیں ایک انطباقی مطالعہ

The Methodology of the Governance System of the State of Madina and Ways of its Application in Pakistan, An Adapted Study

Lubna Shah
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic studies
Abdul Walli Khan University Mardan, KPK
Email: shahazizece@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-7073-0920
Sayed Muhammad Anwar Shah
Subject Specialist,
Directorate of Professional Development, Peshawar, KPK
Email: Shahmanwar@gmail.com

Abstract

Two states were founded in the name of Islam on the map of the world, in which the first state was Madinah and then the second state was Pakistan. The main goal of an Islamic state is to establish a society where the divine commandments and the religion of Islam can be implemented. After the establishment of the state of Madinah, the rules, regulations and laws were being revealed by Allah Ta'ala gradually, but the implementation of these rules and the guidance of the Muslims was the responsibility of the Prophetﷺ . Therefore, he implemented various strategies in a very systematic manner. Stabilized the internal affairs and external relations of the state.

Madinah's economy, society and government system reached its peak in a very short period of time. On the contrary, Pakistan, which was acquired in the name of Islam, did not pay attention to the implementation of Islamic rules and laws. Government has failed to solve the problems of the people. Economic and social problems are increasing day by day instead of decreasing. In this situation, some responsibilities are imposed on both the government and the citizens of Pakistan, by fulfilling which Pakistan can be properly In a sense, an Islamic state can be created.

The solution to all our problems is hidden in the implementation of Islamic laws and following the Qur'an and Sunnah. Because the best way and path among all the current methods is the path of Allah. We have lost our dignity in following others. The survival of the state of Pakistan is possible only by adopting the principles of Madinah state for recovery and implementing similar laws and regulations in the country.

Keywords: State of Madina, state of Pakistan, validity of Islam, implementation of Islamic rules

تعارف:

مدینہ منورہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے لیے ایک قابل احترام اور مقدس سرزمین کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سرزمین کو دین اسلام اور نبی کریم ﷺ سے ایک خاص نسبت ہے۔ خاتم النبیین ﷺ اور مسلمانوں نے

جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اہل مدینہ نے ان کو پناہ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک نئے مسلم معاشرے کی بنیاد رکھی اور یہ مقدس سرزمین بہت کم عرصے میں ایک کامیاب اور مستحکم ریاست کی صورت میں دنیا کے نقشے پر ابھری۔ اس استحکام اور کامیابی کے پیچھے کون سی حکمت عملیاں کار فرما تھیں اور اس کے نظام حکومت، معیشت اور معاشرت کی کیا صورتحال تھی کس طرح ایک زوال پذیر معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا اور مسلمانوں کی ایک نوخیز ریاست کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئی۔ دنیا کہ نقشے پر اب تک اسلام کے نام پر دو ریاستوں کی بنیاد رکھی گئی جن میں پہلی ریاست مدینہ اور اس کے بعد دوسری ریاست پاکستان تھی۔ عصر حاضر میں پاکستان کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ریاست مدینہ کے نظام اوراس میں نافذ قوانین اور حکمت عملیوں سے کیا سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ زیر نظر تحقیق کا مقصد ریاست مدینہ کے خدوخال، دستور، معاشرت، معیشت، اور نظام حکومت کو سمجھ کر اس کی اقتدا کرنا اور اپنے ملک پاکستان میں ان تمام اصولوں کی روشنی میں ترقی کی راہیں ہموار کرنے میں مدد فراہم کرنا ہے۔

ریاست کا مفہوم:

ریاست کے لیے انگریزی میں ''State'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ لغت اردو میں اس کے معنی افسری اور سرداری کے ساتھ ساتھ حکومت اور عملداری کے بھی ہیں[1]۔ مختلف ماہرین نے ریاست کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں۔ بعض کی رائے میں ریاست سے مراد ایک ایسی ملت ہے جو سیاسی طور پر منظم اور آزاد ہو اور اسکے قبضہ میں ایک محدود علاقہ ہو۔ ریاست کے قیام کا اصل مقصد اس علاقے میں رہنے والے افراد کا امن وسکون کی فضا میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لانا ہے۔ بعض ماہرین نے ریاست کے مفہوم میں سیاست اور معاشرت دونوں کا لحاظ رکھا ہے ان کے مطابق ریاست بیک وقت ایک سیاسی ادارہ بھی ہے اور معاشرتی بھی۔ انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز کے مطابق ''ریاست انسانوں کا ایک گروہ یا تنظیم ہے جو مشترکہ مقاصد کے لیے اکھٹے کام کرتے ہیں''[2]۔

ہجرت کے وقت مدینہ کے حالات:

ہجرت مدینہ کا مقصد صرف کفار کی ایذاء رسانیوں سے خلاصی نہیں تھی بلکہ اس ہجرت کا اصل مقصد ایک نئے، پرامن اور اسلامی معاشرے کا قیام تھا۔ مکہ میں چونکہ مسلمانوں کو اپنے دین اور احکام خداوندی پر عمل کرنے میں کئی مشکلات کا سامنا تھا لیکن ہجرت کے بعد ان کو نجات ملی اور دوسروں کے تسلط سے آزادی حاصل کی لہذا اب وقت آگیا تھا کہ مسلمان اپنے لیے ایک نیا اسلامی معاشرہ تشکیل دیں جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے اور یہ زندگی کے ہر شعبے میں اپنی الگ پہچان بنائے جو ہر لحاظ سے ان دوسرے معاشروں سے ممتاز ہو جو کہ اس دور میں زوال اور پستی کا

شکار تھی۔ اب جہاں تک اصول وضوابط اور قوانین کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے درجہ بدرجہ نازل ہو رہی تھی لیکن ان احکام کا نفاذ اور مسلمانوں کی رہنمائی نبی کریم ﷺ کے ذمے تھی جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[3]“

وہی ہے جس نے اُمیّوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور ان کو حکمت اور کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

اسلامی ریاست کا مقصد:

اسلامی ریاست کا اصل مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جہاں احکام الہی اور دین اسلام کا نفاذ ممکن ہو۔ جہاں اسلامی قوانین اور احکامات کی بالادستی ہو۔ جو حقیقت میں بجا طور پر اطاعت الہی اور اطاعت رسول کی تصویر پیش کر سکے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ [4]

قرآن میں اللہ تعالی نے خود ریاست اسلامی کے مقاصد متعین کر دیئے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ[5]“

یعنی اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور اللہ ہی کی طرف تمام کاموں کا انجام ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر مومنین کو االلہ تعالی کسی سرزمین کی حکومت عطا فرما دیں تو وہ اس میں احکام الہی اور دین اسلام کو نافذ کریں گے۔

اسلامی ریاست کے بنیادی اصول قرآن کی روشنی میں:

”سورہ بنی اسرائیل[6]“ میں اللہ تعالی نے اسلامی ریاست کے بنیادی اصول خود بیان فرما دیئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

- پہلا اصول یہ ہے کہ خاص اللہ تعالی کی بندگی کی جائے
- اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک
- رشتہ داروں کے حقوق، مسکینوں کے حقوق، اور مسافروں کے حقوق کی ادائیگی
- فضول خرچی اور اصراف سے اجتناب
- مستحقین سے نرمی سے پیش آنا

- بخل سے اجتناب
- افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنے سے اجتناب
- زنا اور بے حیائی سے دوری اختیار کرنا
- بغیر حق شرعی کے کسی کو قتل کرنے کی ممانعت
- قصاص کا حق، لیکن اس حق میں حد سے تجاوز کرنے سے اجتناب
- یتیموں کے اموال کی حفاظت
- اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم
- ناپ تول میں افراط و تفریط سے بچنا
- بغیر علم کے کسی کی عیب جوئی نہ کرنا
- زمین پر اکڑ کر نہ چلنا
- اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا

ان تمام اصولوں کو دیکھا جائے تو اس میں کئی وسیع مفاہیم موجود ہیں۔ اس کے احکامات معاشرت، معیشت، شریعت اور سیاسی امور کے متعلق ہیں۔

ریاست مدینہ کا تعارف:

جب کفار کا ظلم و ستم اور مخالفت حد سے بڑھ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کے حکم سے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ ہجرت سے پہلے اس شہر کا نام یثرب تھا جو ہجرت کے بعد مدینۃ النبی پڑ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ القُرَى، يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ المَدِينَةُ، [7]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسے شہر میں ہجرت کا حکم ملا ہے جو دوسرے شہروں کو کھالے گا (یعنی سردار بنے گا)، منافقین اسے یثرب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نبوت کے تیرھویں سال، 12 ربیع الاول سن 1 ہجری بمطابق 27 ستمبر 622ء کو مدینہ منورہ میں ابو ایوب انصاریؓ کے گھر پہنچے [8]۔

1. نظام حکومت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے فورا بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا کیونکہ مسلمانوں نے دین اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنا آبائی وطن چھوڑ کر ہجرت کی تھی لہذا ان کا سب

سے بڑا مسئلہ ان مہاجرین کی آباد کاری تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ریاستی نظام قائم کیا ایک ایسا نظام جو پہلی بار معرض وجود میں آیا تھا۔ اس نظام کی تشکیل کے لیے آپ نے انصار اور مہاجرین کو رشتہ اخوت میں منسلک کیا۔ یہ دراصل مہاجرین وانصار کے درمیان ہم آہنگی اور یکجہتی اور استحکام قائم کرنے کی ایک سیاسی حکمت عملی تھی کیونکہ دشمن کی جارحیت کے خلاف اتحاد و اتفاق کے بغیر کامیابی ممکن نہیں تھی۔ اس کے بعد آپ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات منظم کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ یہود سمیت دیگر قبائل جو مدینہ کے ارد گرد آباد تھے ان سے معاہدات کئے۔

آپ ﷺ نے قبائل کے ساتھ جو پہلا تحریری معاہدہ طے کیا اس کو میثاق مدینہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ روئے زمین پر پہلا تحریری دستور تھا۔ ریاست مدینہ کی بنیاد کا اصل مقصد دینی وحدت واستحکام تھا۔ اس ریاست کی سربراہی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذمے تھی۔ مواخات مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دوسری اہم پالیسی یہی میثاق تھا۔

میثاق مدینہ کے اہم دفعات:

میثاق مدینہ کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہود و نصاریٰ، مہاجرین وانصار سمیت دیگر قبائل کو جمع کر کے ان کے مشورے سے یہ ایک آئین مرتب کر کے لکھوا دیا یہ آپ ﷺ کا فرمان اور دوسرے لوگوں کا اقرار نامہ تھا جس پر ان تمام لوگوں نے دستخط کئے تھے۔ اس معاہدے کی اہم دفعات میں معاشی اازادی کے ساتھ مذہبی ازادی بھی شامل تھی جو کہ یہود اور مسلمانوں دونوں کو حاصل تھی۔ آبادیوں میں امن وامان کا قیام اور فتنہ و فساد کی روک تھام، بیرونی حملہ کے خلاف اتحاد اور تعاون کی یقین دہانی، مظلوم کی مدد، اپنے دشمنوں اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہ دینا شامل تھا۔[9]

2. معاشرت:

معاشرت سے مراد کسی قوم کا طرز زندگی اور Life Style ہے۔ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت جو ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئی تھی ان کے لئے ایک کامل معاشرتی نظام کی ضرورت تھی اس لیے نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی یہ مسجد کوئی عام مسجد نہ تھی جو کہ محض عبادات کے لئے ہوں بلکہ یہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسا مرکز تھا جو پارلیمنٹ اور یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس مسجد میں مسلمان اسلامی تعلیمات کا درس حاصل کرتے، اسی مسجد میں ریاست کے تمام امور کے فیصلے کئے جاتے اور یہی سے ہی ریاست کا سارا انتظام چلایا جاتا تھا نیز مجلس شوریٰ کے اجلاس بھی اسی مسجد میں منعقد کئے جاتے[10]۔ یہ مسجد آج مسجد نبوی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ریاست مدینہ نے ایک نئے معاشرے کی طرح ڈالی اور جدید خطوط پر اس معاشرے کو استوار کیا۔ جاہلیت کے طور طریقوں کو کالعدم قرار دیا اور عدل وانصاف اور مساوات پر مبنی معاشرہ تشکیل دیا۔ رشوت و سفارش اور حرام

لین دین سے صاف ستھرا معاشرہ جس میں قانون کی بالادستی تھی۔ امیر غریب، اعلی و ادنی، بادشاہ و گدا سب برابر تھے مرد و خواتین بچوں اور بڑوں کو اپنے تمام حقوق باسانی میسر تھے فحاشی و عریانی کا تصور نہ تھا۔ طبقاتی فرق معاشرے سے مٹ چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ عدالت میں طلب ہوئے تو فورا حاضر ہو گئے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر کے گورنر کے بیٹے کو سرعام کوڑے مارے کیونکہ ریاست مدینہ میں قانون سب کے لیے برابر تھا۔ یتیموں کے مال محفوظ تھے اور عورتوں کی عزت وابرو محفوظ تھی۔

3. معیشت :

معیشت سے مراد معاشی صورت حال اور گزر بسر یا دولت کمانے کے ذرائع ہیں۔ اس کے لیے انگریزی میں Economy کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ معیشت انسان کی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اس کی معاشی زندگی کی اصلاح میں ہی دینا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ بنی نوع انسان کی بقا اور استحکام میں معیشت کا بڑا کردار ہے ریاست مدینہ کے معاشی نظام کو بہتر بنانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک جامع حکمت عملی تیار کی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کے دو گروہ تھے ایک انصار اور دوسرا مہاجرین کا، انصار کے معاشی حالات مہاجرین کی بہ نسبت کچھ بہتر تھے لیکن مہاجرین کے پاس نہ تو رہنے کے لیے جگہ تھی اور نہ دوسرا مال و اسباب ان کو میسر تھا کیوں کہ ہجرت کے وقت وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ تیسرا گروہ مدینہ کے اصل باشندوں کا تھا جو کہ مشرک تھے ۔ چوتھا گروہ یہود کا تھا جو کے اصل میں عبرانی تھے لیکن حجاز میں پناہ گزیں تھے یہ لوگ اپنے دین اشاعت میں ہرگز سرگرم نہ تھے بلکہ دولت کمانے میں سرگرم رہتے اور اسی میں مہارت رکھتے تھے اور سودی لین دین عام تھا۔ مدینہ کی اجتماعی معاشی صورتحال بگاڑ کا شکار تھی۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی مدینہ ہجرت کے بعد مدینہ کی معیشت کو آہستہ آہستہ استحکام حاصل ہوا۔ اکثر صحابہ کرام نے تجارت میں طبع آزمائی کی یہ صحابہ اصل ”[11]Entrepreneurs“ تھے۔ انہوں نے چھوٹے پیمانے سے اور خطرات مول لیتے ہوئے اپنا کاروبار شروع کیا اور وسیع پیمانے تک پھیلانے کی کوشش کی۔ جیسا کہ حضرت سعد بن عائذ المؤذن نے نبی کریم ﷺ سے تنگی معاش کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کو تجارت کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے بہت Low level سے اپنا کاروبار شروع کیا اور اس میں بہت نفع کمایا[12]۔ اسی طرح حضرت مقدادؓ بن معدی کرب دودھ کی تجارت کرتے اور اس میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے[13]۔

ہجرت سے پہلے یا ہجرت کے فوراً بعد زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہو چکا تھا[14]۔ مدینہ میں ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زکوۃ کو فرض قرار دیا گیا جس سے دولت کی گردش شروع ہوئی اور مال و دولت چند لوگوں تک محدود نہ رہا۔ ریاست مدینہ میں ایک وقت ایسا بھی تھا جب مسلمانوں کے لشکر نے بھوک کی شدت کم کرنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھ لیے

تھے لیکن پھر ایک وقت ایسا بھی آیا جب مدینہ میں زکوۃ دینے والے تو بہت تھے لیکن زکوۃ لینے والا کوئی موجود نہ تھا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کی شاندار پالیسیوں اور حکمت عملیوں کی بدولت ممکن ہوا ریاست مدینہ میں زکوۃ عام اور سود حرام تھا۔ رشوت وسفارش اور غریبوں پر کسی قسم کا ٹیکس نہیں تھا۔ شہریوں کی خوراک صحت اور تعلیم کا خاص بندوبست تھا۔ اس دور میں یہ نظام معیشت ایک ایسا منصفانہ معیشتی نظام تھا جس میں ہر شخص کی معاشی فلاح وبہبود کا پورا خیال رکھا گیا تھا۔

دور حاضر میں پاکستان کی صورت حال:

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے جو اسلام کے نام پہ حاصل کیا گیا۔ پاکستان کی آزادی سے پہلے اس خطے پر برطانوی راج تھا۔ اس زمانے میں مسلمانوں کے لیے اپنے دین و مذہب پہ عمل پیرا ہونا بہت مشکل تھا لیکن تقسیم ہند کے بعد مسلمانوں کو پاکستان کی صورت میں ایک الگ وطن حاصل ہوا جس میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی اور اپنے جائز حقوق باآسانی دستیاب ہوں، جہاں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالی کی ہو اور اسلام کا بول بالا ہو۔

قیامِ پاکستان سے (1947-2024) اب تک پاکستان مختلف حالات اور ادوار سے گزر چکا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں ہمارا ملک کن حالات سے گزر رہا ہے ان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ پاکستان اب تک کتنی ترقی کر چکا ہے یا پستی کا شکار ہے۔ معاشی، معاشرتی، مذہبی اور سیاسی طور پر کتنا مستحکم ہے۔

1. پاکستان کے معاشی حالات:

پاکستان اس وقت افراتفری کا شکار ہے۔ اس میں سیاسی افراتفری بھی شامل ہے معاشرتی اور معاشی افراتفری بھی۔ موجودہ دور میں ہمارے ملک کی معیشت بدحالی کا شکار ہے۔ پاکستان روز بروز تجارتی خسارے میں جا رہا ہے درآمدات زیادہ ہیں جبکہ برآمدات کم ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات کو سہولیات اور مراعات میسر ہیں جبکہ نچلا طبقہ بنیادی سہولیات اور حقوق سے محروم ہے۔

مال و دولت جس طرح انسان کی معیشت کی بنیاد ہے اسی طرح انسانی اخلاق و کردار کو بنانے اور بگاڑنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مالی کمزوری انسان کو بعض اوقات حرام کمانے، جیسے چوری، ڈکیتی، جوا وغیرہ پر امادہ کر دیتی ہے جس سے معاشرتی بگاڑ اور فساد جنم لیتا ہے۔ بعض اوقات مفلسی کی وجہ سے انسان اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ کبھی غربت کی وجہ سے عزت و ناموس تک کو قربان کر دیتا ہے تو کبھی بھوک و افلاس کی وجہ اپنے ایمان کا سودا کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود بھی افقر اور تنگدستی سے پناہ مانگتے تھے اور دوسروں کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ منقول ہیں: اقض عني الدين وأغنني من الفقر[15]
یعنی اے میرے رب میرے قرض کی ادائیگی کا بندوبست فرما اور مجھے فقر سے بچا۔

2. غربت اور مہنگائی:

ہمارے ملک کی موجودہ صورتحات ایسی ہے جہاں غربت اور مہنگائی کی وجہ سے عوام مشکلات کا شکار ہیں۔ بجلی، گیس، پٹرول اور ذرائع آمدورفت وغیرہ اگرچہ انسانی ضروریات ہیں لیکن اس کی اصل اور بنیادی ضرورت کھانا، لباس، صحت کی سہولیات اور رہنے کے لئے مناسب جگہ ہیں جس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں جبکہ ہمارے ملک کی زیادہ تر آبادی انہی بنیادی ضروریات سے محروم ہے۔ عالمی بینک (ورلڈ بینک) نے حال ہی میں اپنی ایک رپورٹ میں خاص طور پر پاکستان کے حوالے سے لکھا ہے کہ پاکستان میں 2023 میں مزید ایک کروڑ 25 لاکھ افراد غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں۔ پشاور یونیورسٹی میں شعبہ اقتصادیات کے پروفیسر ڈاکٹر ذلاکت ملک نے اس کی وضاحت کچھ یوں کی ہے کہ: 'غربت کی لکیر کے نیچے وہ افراد ہوتے ہیں، جو مالی طور پر اس قدر کمزور ہوں کہ ان کو دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ صحت اور تعلیم جیسی بنیادی ضروریات کے ساتھ ساتھ اکثر ایک محفوظ پناہ گاہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 2022 میں 34.2 فیصد پاکستانی غربت کی لکیر سے نیچے تھے، جبکہ 2023 میں یہ شرح 39.4 فیصد تک پہنچ گئی ہے[16]۔ آج 28 اپریل 2024 کو ڈالر کی قیمت پاکستانی 277.15 روپے کے برابر ہے۔[17] لہذا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے غربت اور مہنگائی کی وجہ سے بھی ہمارا معاشرہ تنزلی کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل بہت سے پاکستانی شہری خاص کر ہماری نوجوان نسل دوسرے ممالک کا رخ کر رہی ہے اور معاش اور بہتر روزگار کی تلاش میں اپنے ملک سے دور رہنے پر مجبور ہیں۔

3. قرضہ جات:

پاکستان پر بیرونی قرضہ جات کا بوجھ بھی بہت زیادہ ہے جو کہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ DAWN NEWS کے مطابق ملکی اور بیرونی قرضوں اور واجبات سے متعلق اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے مجموعی قرضے اور واجبات 30 جون 2022 تک 596 کھرب 96 ارب تک پہنچ چکے تھے جو مالی سال 2021 میں 478 کھرب 44 ارب روپے تھے۔[18] یعنی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان قرضہ جات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور پاکستان کی معیشت خراب تر صورت حال اختیار کر رہی ہے۔

عصر حاضر میں انطباق کی راہیں:

پاکستان کے موجودہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد اب ہم دیکھیں گے کہ ریاست مدینہ میں نافذ العمل قانون اور نظام مملکت کو پاکستان میں کیسے عام کیا جائے کیا اس جدید دور میں نئے مسائل کے حل میں وہی قانون مسائل کو حل کرنے میں کیسے مدد فراہم کر سکتا ہے؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

’’هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ[19]‘‘

مذکورہ آیت کے مطابق اللہ تعالی نے اپنے نبی کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

یہاں دین حق سے مراد اسلام ہے سب دینوں پر غالب ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالی نے اسلام کو دوسرے تمام ادیان پر غالب فرما دیا یعنی اس دین کے ساتھ دوسرے مذاہب کو منسوخ کر دیا اگرچہ وہ اہل کتاب کا مذہب ہو یا مشرکین کا۔ مطلب یہ کہ تمام رائج طریقوں سے بہتر طریقہ اور راستہ اللہ تعالی نے خود بتلا دیا۔ لہذا غیروں کی اندھی تقلید کی بجائے اپنے مذہبی اصولوں اور قوانین کو رواج دیا جائے کیوں کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے جو دین اور جو طریقہ نبی کریم ﷺ لائے تھے وہ آج بھی اسی طرح valid ہے جیسا کہ اس زمانے میں تھا۔ ایسا نہیں کہ وہ صرف اس زمانے کے لیے خاص تھا۔ اسلام زندگی کے کسی بھی شعبے میں جدت اور ترقی سے منع نہیں کرتا بشرط یہ کہ اس میں اسلامی اصولوں سے انحراف نہ ہو۔ سربراہ مملکت کے انتخاب میں شہریوں کی رائے کا احترام کرنا چاہئے۔ اسلامی مملکت کے سربراہ پر لازم ہے کے اسلامی قانون کے نفاذ کو ممکن بنائے۔ ریاستی امور کو چلانے کے لیے حکومت اور عوام کی مشاورت ضروری ہے۔ سیاست، معاشرت اور معیشت کے ہر پہلو میں اسلامی احکام کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

1. عوام کی ذمہ داریاں:

پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کے لیے عوام میں شعور بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ رہنماوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے نمائندے منتخب کرنے کے لیے اپنے جائز حقوق کا استعمال کرے۔ چند روپوں کے عوض بکنے سے اجتناب کرے۔ دنیوی فائدے کی خاطر اپنے ایمان کا سودا نہ کرے۔ اپنے ملک کے اندر غدار نہ بنے کہ اپنے وطن کو خود نقصان پہنچائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ....تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ‘‘.....الخ[20]

اس آیت کا مورد خاص لیکن حکم عام ہے۔ عصر حاضر میں ہر شخص اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہو کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ عوام رزق حلال کمانے کی کوشش کرے۔ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [21]

اس آیت میں باطل سے مراد وہ تمام طریقے ہیں جس کے ذریعے مال حاصل کرنے کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے مثلاً چوری، ڈاکہ، سود، جوا، ملاوٹ اور رشوت وغیرہ۔ کیونکہ یہ تمام امور معاشرے کے بگاڑ اور معیشت کی تباہی کا سبب بن کر ایک مملکت کی پستی اور زوال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عوام کے لئے ضروری ہے کہ دینی و عصری علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ تجارت اور ہنر میں بھی طبع آزمائی کریں۔ حکومت کے ساتھ تعاون کرنا بھی عوام کا اولین فرض ہے۔

2. نوجوانوں کی ذمہ داریاں:

نوجوان ایک قوم کا وہ طبقہ اور سرمایہ ہے جن پر کسی قوم کی ترقی اور تنزلی کا انحصار ہوتا ہے اس لئے ان کی ذمہ داریاں سب سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ نوجوان نسل کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور اپنے فرائض کی انجام دہی کا پورا خیال رکھنا ضروری ہے۔ دینی اور جدید تعلیم کا حصول، اسلامی تعلیمات پر عمل، سائنسی ایجادات، قانون کا احترام، سیاسی، معاشی اور معاشرتی امور میں دلچسپی اور بے کار مشاغل سے اجتناب اور وقت کے ضیاع سے بچنے کی فکر ضروری ہے کیوں کہ پاکستانی نوجوان Social Media کے بے دریغ اور بے جا استعمال میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرنے میں مصروف ہے اگر نوجوان Social Media کا مثبت استعمال کریں تو اس کے ذریعے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں مثلاً آن لائن کاروبار اور جدید تعلیم کے لئے دوسرے ممالک کے تعلیمی اداروں سے با آسانی استفادہ ممکن ہے۔

3. حکومت کی ذمہ داریاں:

یقیناً حکومت اللہ تعالی کی طرف سے ایک نعمت اور امانت ہے بشرطیکہ اسلامی قوانین اور اصولوں کے مطابق ہو اور اصل میں کامیاب حکومت وہی ہے جس میں عوام کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ ہو اور ضروریات زندگی میسر ہو۔ نبی کریم ﷺ صرف رسول ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین تھے۔ جب اللہ تعالی نے واضح طور پر فرمادیا کہ ان کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے تو پھر یہ ہر زمانے میں منطبق ہو سکتا ہے۔ جو اصول و قوانین ریاست مدینہ میں رائج تھے وہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ تھے۔ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی طرف سے لاگوں کیے تھے۔

جیسا کہ قرآن میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (4)''[22]

یہی عصر حاضر میں مسلمانوں کے لیے اصل چیلنج ہے کہ یہ دین و شریعت جس طرح اس زمانے میں قطعی اور حتمی تھا اسی طرح عصر حاضر میں بھی قطعی اور حتمی ہے۔ لہذا ان احکام اور قوانین کو اس زمانے میں بھی Implement کرنے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ دور حاضر میں پاکستان جس مقام پر کھڑا ہے وہ کسی بھی جہت سے ایک کامیاب اسلامی ریاست کی تصویر پیش نہیں کر رہا۔ عصر حاضر میں پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے ورنہ ہمارے بزرگوں کی قربانیاں رائیگاں چلی جائے گی اور وہ ملک مفقود ہو جائے گا جس کی بنیاد اسلام کے نام پر رکھی گئی تھی۔

سیاسی قیادت کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے تمام قبائل کو ساتھ ملا دیا تھا مسلمانوں یہود اور مشرکین کے ساتھ معاہدات کیے تھے اسی طرح وہ بھی قرآن وسنت کی روشنی میں کوشش کرے اور اسلامی اقدار کو پامال نہ ہونے دیں۔ اقوام عالم میں مسلمان ممالک کا اتحاد دوسرے ممالک کے ساتھ بہترین تعلقات وقت کی اہم ضرورت ہے جبکہ پاکستان کے اندر بھی تمام سیاسی جماعتوں کا اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ فرقہ واریت سے اجتناب سب کو اعتماد میں لے کر ایک ایسا اسلامی قانون اور دستور بنایا جائے جس پر سب کا اتفاق ہو۔ اس کے بعد اس آئین پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ اس سے انحراف کرنے پر قرار واقعی سزا مقرر کی جائے۔ ایک ایسا آئین جو شریعت کے اصولوں کے مطابق اور دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو لیکن اسلام کے مخالف ہرگز نہ ہو۔ اسوہ حسنہ کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل تلاش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایسا قانون اور دستور جس میں ہر اعلی وادنی یکساں ہو یعنی عدل وانصاف پر مبنی ہو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامِینَ لِلّٰهِ...... اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ 23

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے احکام کی پابندی کے لیے تیار رہنے، انصاف کی گواہی دینے اور انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور ناانصافی سے منع کیا ہے۔ اس آیت میں غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے کفار کے ساتھ بھی عدل کرنے کا حکم دیا ہے' حالانکہ وہ اللہ کے دشمن ہیں اور جب اللہ کے دشمنوں کے ساتھ عدل کرنا واجب ہے تو اللہ کے دوستوں کے ساتھ عدل کرنا کس قدر زیادہ مطلوب ہو گا۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک سے تعلقات اور روابط مضبوط ہو اور ان تعلقات کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہو۔ بیرونی تعلقات کے لیے الگ اسلامی قانون اور دستور ہونا چاہیے۔

عوام کی فلاح کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ہر شہری کو حتی المقدور کسب معاش حاصل ہو۔ معیشت کے استحکام کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ قانون سب کے لیے برابر ہو۔ بنیادی ضروریات، سہولیات اور حقوق عوام کی دسترس میں ہو۔ سیاسی پارٹیاں اپنے ذاتی مفاد کی بجائے ملک کی سلامتی کو مقدم رکھیں۔ تعلیمی نصاب یکساں اور ایسا ہو جس

سے بچوں کی ذہنی، جسمانی اخلاقی اور روحانی نشو نما ہو۔ تعلیم صرف ڈگریوں کا نام نہ ہو بلکہ جب ایک طالب علم اپنی عملی زندگی میں قدم رکھے تو وہ اس قابل ہو کہ اپنی حاصل شدہ تعلیم وہنر کے ذریعے اپنے ملک کی ترقی میں کردار ادا کر سکے۔

رشوت کا خاتمہ بھی ملکی معیشت وسالمیت میں اہم کردار کا حامل ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[24]"لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي."

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے، اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ رشوت کے لین دین سے اسلام میں اس لیے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے حقدار کو اس کا حق جائز نہیں ملتا۔ رشوت کا لین دین تب ہی ہوتا ہے جب کوئی شخص غلط موقف پر ہو کر اپنے حق میں فیصلہ کرانا چاہے اور اپنے مفاد کے لیے دوسروں کی حق تلفی کرے اس طرح وہ اس معاملے میں قاضی کو بھی اپنے ساتھ گناہ میں شامل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کے بڑے عہدوں پر وہی لوگ فائز ہو رہے ہیں جو اس کے اہل نہیں ہوتے اور جب معاملات نا اہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

4. احکام خداوندی کی پیروی:

کسی بھی اسلامی ریاست کی فلاح اور بقا اسی میں ہے کہ اس میں احکام خداوندی کی مکمل پیروی کا اہتمام کیا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا[25]

"یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقہ میں نہ پڑو"

اللہ تعالی کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے جو احکام خداوندی کا مجموعہ ہے اس سے انحراف کی صورت میں مصائب اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى۔۔۔ [26]"

یعنی جو لوگ اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی گئی ہدایت سے منہ موڑتے ہیں تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ " مَعِيشَةً ضَنْكًا " کے بہت سے معنی مفسرین نے بیان کئے ہیں جن میں ایک گزران تنگ ہونا ہے لیکن ابتلائے مصیبت کا معنی سب سے زیادہ وسیع ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی مصیبت کو شامل ہے[27]۔ چنانچہ ریاست مدینہ کے جو اصول اور قوانین تھے وہ عصر حاضر میں بھی قابل انطباق ہیں۔ لیکن ہماری پستی اور زوال کی بڑی وجہ ان اصولوں اور احکام خداوندی سے انحراف ہے۔

نتائج البحث:

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے ریاست مدینہ ایک مکمل اسلامی ریاست تھی جس کے تمام امور اور فیصلے اللہ تعالی کے احکامات اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق ہوتے تھے جبکہ ریاست پاکستان جو کہ اسلام کہ نام پر دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا تھا آج اسلامی قوانین اور احکام خداوندی سے انحراف کی بنا پر زوال پذیر ہے۔ غربت اور مہنگائی آج کل پاکستان کے سب سے بڑے مسائل بن چکے ہیں اور اپنے ساتھ کئی دوسرے مسائل کو بھی جنم دے رہے ہیں۔ ریاست مدینہ میں رائج قوانین، احکام اور تعلیمات قرآن و حدیث اور سنت نبو صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں اور عصر حاضر میں بھی ہمارے معاشی، سیاسی اور معاشرتی حتی کہ زندگی کے ہر شعبے اور مملکت کے ہر ادارے میں وہی قواعد و ضوابط لاگو ہو سکتے ہیں اور وہ احکام اور فیصلے منطبق ہو سکتے ہیں جو کہ ریاست مدینہ میں نافذ تھے کیوں کہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک تمام لوگوں اور زمانوں کے لیے قابل عمل ہے۔ غربت کا خاتمہ، عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ اور اہتمام، عوام اور حکومت دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس، نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت اور تعلیم پر خصوصی توجہ اور عوام کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنا کر ہی ہم اس ملک کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست کہلا سکے۔

مصادر و مراجع:

[1] ۔ فیروز الدین، **فیروز اللغات**، (فیروز سنز، لاہور 1975،)ص666

. Feroze-ud-Din, Feroze-e-Lughat (Firoze Sons, Lahore 1975), p. 666

[2] Encyclopedia of social sciences, New York,Vol.14,page:328.

[3] ۔ **سورۃ الجمعۃ**: 62، آیت: 2

. Surah al-Juma: 62, verse: 2

[4] ۔ **سورہ النساء**: 4، آیت: 54

. Surah al-Nisa: 4, verse: 54

[5] ۔ **سورۃ الحج**: 22، آیت نمبر: 41

. Surah Hajj: 22, verse number: 41

[6] ۔ **سورہ بنی اسرائیل**: 17، آیت: 40-22

. Surah Bani Israel: 17, verse number: 22-40

[7] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاري** ج:3، ص:21 حدیث نمبر:1871

. Sahih Al-Bukhari 3/21, Hadith No. 1871:

[8] ۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، **الرحیق المختوم** (اردو مترجم)، (مکتبہ سلفیہ لاہور، سن اشاعت ندارد) ص، 254

. Maulana Safi-ur-Rahman Mubarak Puri, Al-Raheeq Al-Makhtoum (Urdu translation), (Maktaba Salafia Lahore, Sun. Not published) p. 254

[9] ۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل، **البدایہ والنہایہ**، (دار الفکر، بیروت، 1393ھ)، ج1، ص:216

. Ibn Kathir, Hafiz Imad al-Din Ismail, Al-Badiyah wa Al- Nahaiyah, (Dar al-Fikr, Beirut, 1393 AH), Vol. 1, p. 216:

[10] ۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، **الرحیق المختوم** (اردو مترجم) (لاہور: مکتبہ السلفیہ، سن اشاعت ندارد) ص:255

Maulana Safi-ur-Rahman Mubarak Puri, Al-Raheeq Al-Makhtoum (Urdu translation) (Lahore: Muktaba al-Salfiyyah, year not published) p: 255

[11] ۔One who organizes, manages, and assumes the risks of a business or enterprise

[12] ۔ ابن حجر العسقلاني، احمد بن علی، **الاصابہ فی تمییز الصحابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1415ھ۔) ج:3، ص:54

. Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmad ibn Ali, al-Asaba fi Tameez al-Sahaba (Beirut: Dar al-Kutub Al-Elamiya 1415 AH), vol.3, p.54.

[13] ۔ الشیبانی، أحمد بن حنبل، **مسند الإمام أحمد بن حنبل** (مؤسسة الرسالة، 1421 ھ - 2001 م) ج:28، ص:433، رقم الحدیث: 17201

. Al-Shaibani, Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal (Muasasa Al-Risalah, 1421 AH - 2001 AD) Volume: 28, p: 433, Number of Hadith: 17201

[14] ۔ زکوۃ کی فرضیت کے احکام نازل ہونے کی تاریخ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن خزیمہ کے مطابق ہجرت سے پہلے فرض ہوئی۔ **فتح الباری** جلد دوم صفحہ نمبر 211۔ حافظ عراقی کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی، دیکھئے **سیرت مصطفیٰ** از مولانا ادریس کاندھلوی، جلد 1، صفحہ نمبر 472-473

Scholars differ in the date of the revelation of the mandate of zakat. According to Ibn Khuzimah, it became obligatory before Hijrah. Fatah Al-Bari Volume II, page number 211. According to Hafiz al-Iraqi, it became obligatory in the second year of Hijrah, see Sirat Mustafa by Maulana. Idris Kandhalvi, Volume 1, Page No. 473-472

[15] ۔ ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزویني، **سنن ابن ماجہ** (دار إحیاء الکتب العربیة - فیصل عیسى البابي الحلبي، سن اشاعت ندارد) ج:2، ص:1274، حدیث: 3873

. Ibn Majah, Abu Abd Allah Muhammad ibn Yazid Qazwini, Sunan Ibn Majah (Dar ihiya al-Kutub al-Arabiya - Faisal Isa al-Babi al-Halabi, publication year not mentioned) Volume: 2, p.: 1274, Hadith: 3873

[16] ۔ https://rb.gy/bm3xvv

[17] ۔ ln.run/R_Aw5

[18] ۔ https://rb.gy/tu6th4

[19] ۔ **سورۃ الصف** 61، آیت:9

. Surah al-Saf 61, verse: 9

[20] ۔ **سورۃ الممتحنۃ**:60، آیت:1

Surah Al-Mutahenah 60: Verse: 1

[21] ۔ **سورہ النساء**:4، آیت:29

Surah Al-Nisa: 4, verse: 29

[22] ۔ **سورۃ النجم**:53، آیات:3،4

. Surah Al-Najm: 53, verses: 3, 4

[23] ۔ **سورہ المائدہ**:5، آیت:8

Surah al-Maida: 5, verse: 8

[24] ۔ اَبو داود سلیمان بن الأشعث سجستانی، **سنن أبي داود** (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، سن اشاعت ندارد) ج:3 ، ص:300، حدیث نمبر:3580

. Abu Dawud Sulaiman bin Al-Asha'ath Sajistani, Sunan Abi Dawud (Beirut: Al-Maqabah al-Asriyah, Saida, sunn not published) Vol. 3, p. 300, Hadith No. 3580

[25] ۔ **سورہ آلعمران**:3، آیت:103

Surah Al-Imran: 3, verse: 103

[26] ۔ **سورۃ طٰہ**:20، آیت:124

. Surah Taha: 20, verse: 124

[27] ۔ محمد ثناء اللہ پانی پتی، **تفسیر مظہری** بذیل آیت

.Muhammad Sanaullah Pani Pati, Tafsir al-Muzhari listed below this verse